تعزیہ اور ماتم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا نور اللہ

نسب میں طعن کرنے اور نوحہ کرنے پر کفر کا اطلاق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے کفر میں مبتلا ہیں، کسی کے نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔

تعزیہ اور ماتم کے جواز پر علماء شیعہ کے دلائل اور ان کی تاریخ عہد بہ عہد: شیخ مرتضیٰ حسین فاضل لکھتے ہیں۔

تعزیہ: لغت عربی میں اس کا مادہ "ع۔ز۔ی" ہے اور مجرد و لغوی معنی، عزا، مصیبت پر صبر کرنا۔ تعزیہ (تفعلیہ) مزید متعدی، تلقین صبر کرنا، تسلی دینا، پرسا دینا۔

قرآن مجید میں اس مادے کا استعمال بعض کے نزدیک سورۃ المعارج، آیت ۳۷ میں ہے: عن الیمین وعن الشمال عزین (از عزی فعل ماضی: شیبانی کی لغت حدیث میں اس لفظ کا استعمال ابواب ذیل میں ملتا ہے: عبادات، جنازہ، آداب، تلقین صبر و تسلی۔ فارسی ادب و تاریخ میں لفظ

"تعزیت" وارثان میت سے اظہار افسوس و اظہار ہمدردی کے لیے مستعمل ہوا ہے۔ مثنوی مولانا روم (دفتر ششم ص: ۱۳۷، شعر شمارہ ۳۰۱۲) میں ہے:

سر بسر چون نامہ ہای تعزیت
پر معاصی متن آن با حاشیہ۔

اردو میں تعزیہ کے معنی ہیں امام حسین علیہ السلام کی تربت، ضریح، عمارت روضہ کی شبیہ، جسے سونے، چاندی، لکڑی، بانس، کپڑے، کاغذ وغیرہ سے بناتے ہیں۔ یہ شبیہ غم، سوگ اور علامت محرم کے طور پر کبھی جلوس کی شکل میں لے کے نکلتے ہیں، کبھی گھروں، امام باڑوں یا ان کشادہ و مخصوص چبوتروں پر رکھتے ہیں جنھیں امام صاحب کا چوک کہا جاتا ہے۔

حیدرآباد دکن میں تعزیہ تابوت، ماتم و سینہ زنی کو کہتے ہیں۔ تعزیہ کرنا = ماتم کرنا۔ تعزیہ دار = ماتم دار، سینہ زنی کرنے والا، وہ شخص جس کے گھر میں تعزیہ رکھا جاتا ہو اور مجلس ہوتی ہے، محب حسین، شیعہ وغیرہ۔

تعزیہ اپنی بناوٹ اور ساخت کے لحاظ سے صنعت کا اچھا نمونہ ہوتا ہے اور تعزیہ بنانے والے اس کی شکل و صورت میں علاقائی خصوصیات اور کاریگری کے نمونے پیش کرتے ہیں، چنانچہ بعض تعزیے سال سال دو سال تک بنتے رہتے ہیں، ان کے نام بھی الگ الگ ہیں مثلاً:

(۱) ضریح اور اس کی قسمیں: ان میں ممتاز ترین ضریح وہ ہے جو عمارت روضہ امام

حسین علیہ السلام کی ہو بہو شبیہ ہو۔ ایسی ضریحیں نظام دکن، والی رامپور، راجہ محمود آباد اور کراچی کے بعض عزاخانوں میں ہیں۔ ایک موتی ضریح حسین آباد لکھنؤ میں شاہی زمانے سے بنتی چلی آتی ہے۔

(۲) بُخچہ: یہ تعزیہ محمل ناقہ یا عماری فیل سے مشابہ ہوتا ہے اور عموماً لکھنؤ میں یا مضافات لکھنؤ میں بنتا ہے شاید یہ نقش اس محمل یا ڈولی یا پالکی وغیرہ کا ہوتا ہو جس میں تبرکات رکھ کر شاہان دہلی لال قلعے سے مسجد جامع لے جاتے تھے۔

(۳) موی تعزیے: بانس کی تیلیوں پر ضریح یا بخچہ یا کسی اور شکل کا ڈھانچا بنا کر اس پر موم چڑھایا اور کمال فن کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

(۴) بھوسے کے تعزیے: ڈھانچے پر مٹی کی ایک تہ جما کر گیہوں یا جو کے دانے ترتیب سے چپکا دیتے ہیں جن میں عاشورہ یا اربعین تک انکھوے نکل آتے ہیں اور سارا تعزیہ ایک رنگ ہو جاتا ہے۔ اس تعزیے پر اٹھاتے جلوس میں مسلسل پانی چھڑکتے جاتے ہیں۔

تعزیے کے جزوے ترکیبی یہ ہیں: تخت، ظہیر، و برجیت، علم (ضریح میں گزری)۔ پاکستان، کشمیر، نیپال، ہندوستان، افریقہ میں عموماً ضریح اور تعزیے کا بیان کردہ فرق ملحوظ نہیں رکھا جاتا، لیکن دونوں خصوصی نسبت کی بناء پر مذہبی اور روایتی نقطۂ نظر سے شیعوں، بعض سنیوں اور بہت سے ہندوؤں میں بھی یکساں قابل احترام ہیں۔ لکھنؤ وغیرہ میں "تخت" کے اوپر اور ظہیر کے درمیان دو قبریں یا قبروں کی شبیہیں بھی ہوتی ہیں۔ سبز حضرت امام حسن علیہ السلام اور سرخ حضرت امام حسین

WWW.NAFSEISLAM.COM

علیہ السلام کے لیے۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ تعزیہ کسی ایسی عماری کی نقل ہے جس میں بعض مغل یا دوسرے سلاطین تربتیں رکھ کر جلوس کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہوں گے۔

تعزیے عموماً ۲۹ ذی الحجہ سے ۹ محرم تک آراستہ کر کے ایک خاص اور معین مقام پر رکھے جاتے ہیں۔ جسے مختلف علاقوں میں مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے، مثلاً عزاخانہ، تعزیہ خانہ، امام باڑہ، عاشور خانہ، امام خانہ، چبوترہ، چوک امام صاحب۔ جہاں تعزیہ رکھا جاتا ہے وہاں مجلس ماتم، سوز خوانی، مرثیہ خوانی، روضہ خوانی، واقعہ خوانی، سوگواری اور مجلس وعظ منعقد ہوتی ہے اور واعظ قرآنی حقائق و بیان خصوصیات اسلام کے بعد فضائل اہل بیت، مصائب اور واقعات کربلا پر تقریر ختم کرتے ہیں پھر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر نوحہ خوانی و سینہ زنی یا ماتم بھی ہوتا ہے۔ اہل سنت شہادت نامہ اور نثر و کربلا کتھا وغیرہ پڑھتے ہیں۔

اس سلسلے میں تعزیہ داری کے لیے حسب ذیل واقعات سے استناد کیا جاتا ہے۔

(۱)۔ جنگ احد (۳ھ) میں جب حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور دوسرے صحابہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے شہیدوں پر رونے والوں کی آوازیں سن کر فرمایا "لیکن حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں" یہ سن کر سعد بن معاذ و اسید بن حضیر نے بنی عبد الاشہل کی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے یہاں بھیج دیں۔ جنھوں نے جناب حمزہ پر ماتم کیا (طبری طبع لائیڈن ۱: ۳: ۱۴۲۵؛ ابن سعد: کتاب الطبقات الکبیر لائیڈن ص ۳۱):

(۲)۔ ایسے واقعات سے مثلاً ابن عباس کا حضور کو خواب میں سر برہنہ دیکھنا اس طرح کہ آپ کے ہاتھ میں شیشی ہے جس میں خون ہے یا آنحضرت کی وفات کے بعد بریدہ ابن الحصیب کا (جو حضرت اسامہ والی مہم میں صاحب لواء تھے) لواء مذکور کو دروازہ مبارک پر نصب کرنا جو کتب ذیل میں مواضع مذکورہ پر درج ہیں:

(الف) مشکوٰۃ طبع دہلی ۱۹۳۲ء ص ۵۷۳ (باب مناقب اہل البیت)؛ (ب) وہی کتاب ص ۵۷۰؛ امام احمد بن حنبل: مسند طبع قدیم مصر ۱: ۲۴۲ ص ۹؛ ترمذی طبع لکھنؤ ۱۸۸۴ء ص ۲۲۳؛ ینابیع المودۃ، بمبئی، باب ۶۰، ص ۳۱۵؛ (ج) بحار الانوار طبع ایران ۱۲۷۰ھ ص ۱۹ (باب اخبار اللہ انبیاءہ و نبیہ بشہادتہ)؛ ابن الاثیر الکامل طبع سوم، ۱۳۵۱ھ، ۳: ۳۰۳؛ مقتل ابن نما ص ۹؛ (د) ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ طبع مصر ۱: ۳: ۵۳:

(۳)۔ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد مدینے میں جناب ام البنین مادر جناب عباس ابن علی جنت البقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتی تھیں اور اپنے چار بیٹوں کا، جو شہدائے کربلا میں شامل تھے، ذکر کر کے انتہائی غم و سوز سے رویا کرتی تھیں۔ لوگ جمع ہو جاتے تھے اور بعض سن سن کر روتے رہتے تھے (مقاتل الطالبین، مصر ۱۹۴۹ء ص ۸۵):

(۴)۔ امام زین العابدین، امام محمد باقر، امام جعفر صادق، امام علی رضا اور دوسرے ائمہ محرم کا چاند دیکھ کر حزن اوری و سوگواری کرتے تھے (بحار الانوار، ۱۰: ۲۶۸؛ امالی

صدوق، م ۳۸۱ھ/۹۹۱ء)

(۵)۔ ابو الاسود دؤلی (م ۶۹ھ) سلیمان بن قتہ، کمیت، ابو دہبل (جمحی) فرزدق، دعبل وغیرہ نے اجتماعات میں مرثیے پڑھے اور ائمہ اہل بیت نے انہیں صلے دیے اور ان کے مرثیوں کو سن کر گریہ فرمایا (صواعق محرقہ، ص ۱۱۵، تاریخ الشیعہ، طبع نجف، ص ۳۲)۔

عزاداری اور اظہار غم حسین پہلی اور دوسری صدی ہجری تک یونہی جاری رہے۔ لیکن تیسری اور چوتھی صدی ہجری تک متعدد موقعوں پر واقعات کربلا عام اجتماعات میں رقت انگیز و جوش آفرین طریقوں سے بیان ہوئے۔ چنانچہ شیعہ اور غیر شیعہ اس حد تک متاثر ہوئے کہ سادات حسنی کے خروج مختار اور ابو مسلم خراسانی کی بغاوت میں اس تاثر کا اظہار کیا۔

نقش اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

۳۵۲ھ/۹۶۳ء میں بغداد پر دیلمیوں کا مکمل تسلط تھا اس سال روز عاشورہ بغداد میں بازار وغیرہ بند کر دیے گئے اور مردوں سے کہا گیا کہ نوحہ کریں نیز عورتوں کا جلوس عزا نکلوایا گیا غرض سرکاری طور پر غم منایا گیا (ابن اثیر کامل بذیل حوادث ۳۵۲ھ، ابن کثیر: تاریخ مصر ۱/۲۳۳ وغیرہ)۔

۳۶۶ھ/۹۷۷ء میں عزیز باللہ فاطمی نے مصر میں یوم حسین منایا (فوجی انقلاب سے پہلے مشہد راس الحسین مصر میں اکابر علماء و عوام حتی کہ خود شاہ فاروق جلوس کے ساتھ سبز چادر چڑھانے جاتے تھے اور غم مناتے تھے۔ (مجتبیٰ حسن

وزیری: مصر کا محرم)۔ اس عہد کے کئی بجنگ غوریوں میں آل شنسب عقیدت مندان اہل بیت میں شامل (فرشتہ: تاریخ، لکھنؤ ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء، ۵۳:۱) اور سندھ کے مسلمان اسماعیلی مذہب سے وابستہ ہو چکے تھے، بلکہ بہت سے سادات ہجرت کر کے یہاں آ گئے تھے۔ دیلم و عراق میں شیعہ پھیل گئے تھے اس لیے ان علاقوں میں عزاداری ہونے لگی اور یہ مراسم اتنے عام ہو گئے کہ ادب میں اس کے استعارات و تشبیہات استعمال ہونے لگے (مثنوی روم) (تالیف قبل از ۶۷۰ھ، طبع نکلسن ۶: ۳۱۶؛ حریری (م ۵۱۶ھ) مقامہ ۱۰؛ حمید الدین: مقامات حمیدی (تالیف ۵۵۱ھ)، مقامہ ۲۳ "در مرثیہ الحسین")۔ اس شہرت و عمومیت کے باعث ان مراسم میں مقامی خصوصیات اور نسلی و قومی روایات داخل ہوتے گئے۔

بدایونی کے بقول ہمایوں کے عہد میں ایک مرثی شاعر وارد شد نے تعزیت کے مضمون پر مشتمل "نقش" بنائے جو ایام عاشورۂ "معارک" (اظہار المحارب مراد ہیں۔ RANKING نے ترجمہ بدایونی کلکتہ ۱۸۹۸ء، ۱: ۴۴۳ میں اس کا ترجمہ ASSEMBLIES یعنی مجالس کیا ہے) "جس میں پڑھے جاتے ہیں (منتخب التواریخ، کلکتہ ۱۸۶۸ء، ۲: ۴۸۱)۔ اکبر کے عہد میں بھی یہ سلسلہ باقی رہا، چنانچہ آگرہ کے قلعے سے اب تک ایک تعزیہ برآمد ہوتا ہے جسے عہد اکبری سے منسوب کرتے اور مغل تعزیہ کہتے ہیں۔

(کہا جاتا ہے) کہ جہانگیر کے عہد میں سید معین الدین موسوی اجمیری کا عزاخانہ وجود میں آیا، چنانچہ یہ عزاخانہ مع وقف تاراگڑھ میں اب تک

موجود ہے (عزاداری کی تاریخ)۔ فاطمیہ کے عہد میں تعزیہ اور جلوس تعزیہ کا رواج تھا۔ فاطمیہ ہی نے جلوس تعزیہ میں شمشیر زنی کو ممنوع قرار دیا۔ شاید اس کے بعد ان جلوسوں میں بانک بنوٹ کا رواج ہوا، جو بعض غیر شیعہ تعزیوں کے ساتھ اب بھی ہوتا ہے (عبدالواحد فرنگی محلی: از فہ عوام عزاداری کی تاریخ ص ۳۵)

اس کے بعد تو شاہان دہلی مراسم عزا میں اس حد تک اہتمام کرنے لگے کہ ساتویں محرم سے دسویں تک باقاعدہ نذریں ہوتیں، نیازیں بٹتیں اور فقرو قیدی بخشنے کی رسمیں ادا ہونے لگی تھیں (بزم آخر، لاہور ۱۹۲۵ء، ص ۵۹ بعد: علم حیدری و شوکت حیدری لکھنؤ ۱۲۷۰ھ؛ عزاداری کی تاریخ ص ۴۳۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے میر اقبال بہادر شاہ ظفر کی عزاداری، طبع اسد، لاہور محرم ۱۳۷۸ھ)۔

دکنی ریاستیں عموماً شیعہ تھیں، اس لیے یہاں عزاداری نے بہت فروغ پایا۔ مجالس ماتم، جلوس تعزیہ، عام باڑے قائم ہوئے۔ محرم میں سوگ منایا گیا (ابراہیم زبیری: تاریخ بیجاپور، ص ۲۲۰-۲۲۳؛ نصیر الدین ہاشمی: دکن میں اردو، باب سوم، ص ۲۲۳؛ تاریخ بیجاپور، محی الدین زور: سلطان قطب شاہ شیعہ تھا۔ ادھر کے محرم نامے)۔ قطب شاہ، غواصی، نصرتی وغیرہ کے مرثیے (یورپ میں دکنی مخطوطات، طبع حیدرآباد) بھی ابتدائی عہد کی یادگار ہیں۔ حیدرآباد دکن اور راجپوتانے کی ریاستوں (خصوصاً جے پور) کے متعلق دیکھیے تحفۃ العالم (تصنیف ۱۲۱۶ھ/۱۸۰۱ء)، حیدرآباد ۱۲۹۶ھ، ص ۳۵۵ بعد۔ تیرھویں صدی ہجری/ اٹھارھویں صدی میلادی تک تمام ملک میں تعزیہ داری عام ہو چکی تھی۔ اودھ

میں عزاداری کا فروغ اور تعزیے کا رواج بظاہر عہد آصف الدولہ (م ۱۲۱۲ھ/۱۷۹۷ء) سے ہوا (رک بہ تحفۃ العالم، ص ۳۲۸ و ۳۵۹)، لیکن بہرائچ میں سید سالار مسعود غازی کے مزار کا تعزیہ "سیتاپور میں بادن ڈنڈوں کا تعزیہ" پانچویں اور ساتویں صدی ہجری سے منسوب ہیں (محمد اکبر سیتاپوری: "سیتاپور کی عزاداری"، در سرفراز محرم نمبر ۱۹۵۲ء، ص ۴۳)۔

آصف الدولہ نواب وزیر اودھ نے شجاع الدولہ کے بعد ۱۱۸۹ھ/۱۷۷۵ء میں فیض آباد چھوڑ اور لکھنؤ کو دار الحکومت بنایا۔ فیض آباد اور دہلی کے امراء، رؤسا اور شہزادے بھی یہاں آباد ہو گئے جو ایک دہلی و فیض آباد میں تعزیہ دار تھا، لیکن آصف الدولہ حاکم مملکت ہونے کے باوجود عزاداری میں بہت زیادہ منہمک تھے، وہ جہاں تعزیہ دیکھتے سواری سے اترتے اور تعزیہ دار کو انعام دیتے تھے۔ ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء میں انھوں نے اپنا امام باڑہ بنوالیا۔ اس کے ساتھ ساتھ شہزادگان دہلی اور دوسرے امراء نے بھی عزاخانے تیار کیے، یوں لکھنؤ تعزیہ داری کا مرکز بن گیا۔ غازی الدین حیدر و نصیر الدین حیدر کے عہد میں مزید ترقیاں ہوئیں، متعدد قیمتی ضریحیں یورپ سے فرمائش کر کے بنوائی گئیں اور فن معماروں کے اظہار و تکلفات کا آغاز ہوا (عہد آصفی میں سرخ و بلوری تعزیے پہلی مرتبہ یورپ سے تیار ہو کر آئے ہونے چاندی کی ضریحیں بنیں۔ امراء عوام نے ندرتیں پیدا کیں اور ہنر دکھائے جن میں سے شاہ نجف و حسین آباد کے عزاخانوں میں سونے چاندی کی ضریحوں کے علاوہ وہ موم کی ضریح دیدنی ہے جو ایک سال سے زیادہ مدت میں

تعزیہ سواری جلوس کے ساتھ مدغم ہو گئی ہے۔

مسلمانوں کے علاوہ ہندو ریاستوں میں ہندو راجاؤں میں بھی باقاعدہ تعزیہ داری ہوتی تھی۔ مرہٹوں کی ریاستوں (Letter writting in a Marhatta camp dunng the years 1809 1892) (Sir Thomas Broughton) نے اپنے خطوط میں مرہٹوں اور محمد لطیف نے تاریخ لاہور (انگریزی میں چھپی ہوئی) میں سکھوں کے عہد کی تعزیہ داری اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے تعزیہ کا ذکر کیا ہے۔ محمد لطیف نے اس امر کی بھی نشاندہی کی ہے کہ تعزیے اور ذوالجناح کی تعظیم کی جاتی ہے۔ دیکھیے ماہنامہ نقوش لاہور نمبر ۱۹۵۵ ص ۵۰ (عزاداری کی تاریخ ص ۲۳)۔

شیعہ ریاستوں میں تو تعزیہ داری شاہی سرپرستی میں ہوتی تھی جس کی بات سے تعزیہ داری کے باقاعدہ قانون بنائے گئے تھے جن میں تعزیہ داری کو حکومتی تحفظ حاصل تھا۔ یہ سب کے کل تک یہی تعزیہ داری کا نظام رہا۔ ریاستوں میں ہندو اور مسلمان دونوں مل کر تعزیہ داری کے انتظامات کیا کرتے تھے جو آج تک قائم ہیں۔

ان ریاستوں میں تعزیہ داری کے لیے باقاعدہ اوقاف تھے (شعلہ العرب، بمبئی، تحریر محرم ۱۳۶۹ھ، عزاداری کی تاریخ ص ۲)۔

ہندوستان میں تعزیہ داری شیعوں اور اہل سنت کا مشترکہ رواج ہے۔ عراق میں علم اور ذوالجناح برآمد ہوتے ہیں، اور ان جلوسوں کو ماتمی جلوس کہتے ہیں۔ تعزیے نہیں

ہمارے طریقہ میں تو [illegible] ہوئی ہے [illegible] رکھا جاتا ہے

جو [illegible] میں [illegible] ہے۔

[illegible] تو [illegible] میں تو [illegible]

[illegible] نظر آتی ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے [illegible]

ہماری [illegible]

ہماری [illegible]

[illegible] میں [illegible]

[illegible] کے [illegible] میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہوتے تھے۔ اس وقت [illegible]

[illegible] تھے۔

[illegible] کے [illegible] ہے [illegible]

پڑھ کے نوحہ پڑھا جاتا ہے یا ماتم کرتے یا سوز خوانی بھی ساتھ

تابوت، ذوالجناح یا جھولا علی اصغر کی شبیہیں لیے جلوس جاتے، جو زیارت کرتے

جاتے ہیں اور بعض قبرستان تک، جہاں پھر تعزیوں کو دفن کر دیتے ہیں ورنہ

تعزیوں کو احتیاط کے ساتھ محفوظ کر کے رکھ لیتے ہیں۔

تعزیہ داری کا سلسلہ ۲۹ـ۳۰ ذی الحجہ سے ۸ ربیع الاول تک جاری

رہتا ہے۔ پاکستان، شیعہ علاقوں میں عموماً محرم (دس محرم

تک) و تعزیے نکالے جاتے ہیں۔ بعض مقامات کے بعض

مقامات پر خصوصاً ۸ ربیع الاول (وفات امام حسن

عسکری) کو تعزیہ نکالا جاتا ہے۔ (یہ ان کے جلوس میں ...

ہے) ... سمجھا جاتا ہے۔ اب پاکستان کے متعدد مقامات پر ... کے

جلوس نکلتے ہیں۔

تعزیہ خصوصاً امام حسین کی محبت اور عقیدت کا اظہار ہونے کے

باعث اہل تشیع کے نزدیک خاص اہمیت کا حامل ہے ... سمجھا جاتا ہے

... سے عقیدت و محبت اور تاریخی حیثیت سے بہت اہم سمجھے

جاتے ہیں ... کی تحقیق لازم سمجھتے ہیں۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج۶

ص۲۴۱ـ۲۵۵ ...)

ماتم کے متعلق ہم نے شیخ مرتضیٰ حسین فاضل کا مقالہ درج

... کیا ہے ... ان کے ... مضمون میں ماتم کے ثبوت کے متعلق تاریخی ...

اور طبقات ابن سعد کے حوالے سے ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حمزہ پر رونے والیاں نہیں ہیں۔ پھر قبیلہ اشہل کی عورتیں حضرت حمزہ پر روئیں اور حضور نے ان پر انکار نہیں فرمایا۔ اس کے علاوہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سب بعد کے تاریخی واقعات ہیں۔

اس باب کی حدیث میں میت پر رونے کو لفظ [illegible] گیا ہے۔ اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ دل کی تکلیف پر رونا منع [illegible] اس کا [illegible] کیا جائے تو یہ حرام ہے۔ [illegible] اپنے سینہ اور [illegible] پیٹنا [illegible] نوچنا [illegible] سب حرام ہے۔

ہم سب ماتم کی حرمت اور ممانعت پر پہلے قرآن مجید سے [illegible] کے بعد احادیث پیش کریں گے پھر جب شیعہ سے استدلال کریں گے اور آخر میں اور شیعہ کے دلائل کا جواب [illegible] کریں گے [illegible]

[illegible]۔

ماتم کی حرمت پر قرآن مجید سے استدلال [illegible] جاتا ہے

يا أيها الذين آمنوا استعينوا بالصبر والصلوة إن الله مع الصابرين ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله أموات بل أحياء ولكن لا تشعرون ولنبلونكم بشيء من الخوف والجوع ونقص من الأموال والأنفس والثمرات وبشر الصابرين الذين إذا أصابتهم مصيبة قالوا إنا لله وإنا إليه راجعون أولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة وأولئك هم المهتدون۔ (بقرۃ:۱۵۳-۱۵۷)

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کو مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (ان کی زندگی کا) شعور نہیں رکھتے، اور ہم ضرور تمہیں خوف اور بھوک اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو بشارت دیجئے جن کو جب کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہتے ہیں بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے بے شمار صلوات اور رحمت (نازل ہوتی) ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

يا أيها الذين آمنوا اصبروا وصابروا۔ (آل عمران ۲۰۰)

اے ایمان والو! صبر کرو اور ایک دوسرے سے بڑھ کر صبر کی تلقین کرو۔

ان آیات میں مصیبت کے وقت صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور صرف إنا لله وإنا إليه راجعون کہنے کی اجازت ہے، اور مصیبت کے وقت آواز سے رونا اور چلانا، بال نوچنا، لباس میں خاک ڈالنا، منہ پر طمانچے مارنا وغیرہ

منا اور منہ پیٹنا اور نوچنا، نیچے مارنا یہ تمام کام صبر کے منافی ہیں اور اس کی ضد ہیں اور جب کسی چیز کا ثبوت دیا جائے تو اس کی ضد حرام ہو جاتی ہے اس آیت سے صبر کا ثبوت ہوا اور یہ تمام کام اس کی ضد سے ممنوع ہو گئے۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

لكيلا تأسوا على ما فاتكم ولا تفرحوا بما آتاكم والله لا يحب كل مختال فخور (الحدید ۲۳-۹)

بے شک انسان کم ہمت (بے صبر) پیدا کیا گیا ہے جب اس پر مصیبت آتی ہے تو سخت گھبرانے والا (بے صبری کا اظہار) کرتا ہے اور جب اس کو خیر پہنچے تو روک رکھنے والا ہے مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشگی کرتے ہیں۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ مصیبت کے وقت بے صبری کا اظہار کرنا مسلمان نمازی کا کام نہیں ہے اس سے ثابت ہوا کہ مصیبت کے وقت بے صبری کرنا حرام ہے اور جو کام بے صبری کا اظہار ہے اس لیے وہ بھی حرام ہے۔

نیز قرآن مجید میں ہے

واصبر وما صبرك الا بالله ولا تحزن عليهم (نحل ۱۲۷)

اور آپ صبر کریں اور آپ کا صبر اللہ کی توفیق سے ہی حاصل ہوگا، اور آپ

ں (شہداء احد) پر غمگین نہ ہوں۔

شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

[illegible]

[illegible] (شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، تفسیر تبیان، ج ۱، ص ۴۳۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

یعنی اس آیت کا معنی یہ ہے کہ آپ شہداء پر غم نہ کریں کیونکہ مقتولین نے اس کو بہت ثواب حاصل کیا ہے۔

شیخ اسماعیل بن حسن طبرسی لکھتے ہیں

[illegible]

[illegible] (شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان، ج ۲، ص ۲۰۲، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۱۱ھ)

یعنی اس قول کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ آپ جنگ احد کے شہداء پر غم نہ کریں کیونکہ مقتولین نے ان کو ثواب اور درجات کی طرف منتقل کر دیا ہے۔

شیخ فتح اللہ کاشانی نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ (شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، تفسیر منہج الصادقین، ج ۵، ص ۳۲۱، مطبوعہ خیابان ناصر خسرو ایران)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو احد میں شہید کیا (ان کے غم کے متعلق [illegible]) اور مجموعی طور پر ان کے غم کے بارے میں [illegible] کہ ان کو شہید کیا گیا ان کے متعلق آپ کو حکم دیا گیا کہ آپ صبر کریں اور ان کے بارے میں غم نہ کریں۔

مشقتوں سے ان کو بہت درجات ملتے ہیں۔ ان حضرات شہداء سے مراد ان
وطاعون قتل یا بیماری کے متعلق جس پر اللہ تعالیٰ نے پیچھے رہ جانے والوں کا غم
دیا ہے۔ بیماری وغیرہ امتحان سے بہت ثواب ملتا ہے اور درجے
درجات ملتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے

ما اصاب من مصيبة في الارض ولا في انفسكم الا في كتاب

من قبل ان نبرأها ان ذلك على الله يسير لكيلا تأسوا على ما فاتكم

ولا تفرحوا بما آتاكم (الحدید ۲۲،۲۳)

زمین میں کوئی مصیبت پہنچتی ہے نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب

میں (لکھی ہوئی) ہے اس سے پہلے کہ ہم اس (مصیبت) کو پیدا کریں، بے شک

یہ اللہ پر بہت آسان ہے تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اس پر

غم نہ کیا کرو اور جو چیز اس نے تمہیں دیا ہے اس پر نہ اترایا کرو۔

نیز ارشاد فرمایا ہے

فاثابكم غما بغم لكيلا تحزنوا على ما فاتكم ولا ما اصابكم

(آل عمران ۱۵۳)

تو (اللہ نے) تمہیں غم پر غم دیا تاکہ جو (مال غنیمت) تمہارے ہاتھ سے

جاتا رہا اور (جو مصیبت) تمہیں پہنچی ہے تم اس پر غمگین نہ ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ غم ... کے ... باعث ... کی مصیبت کے

[illegible] نے سے منع فرمایا ہے۔

[illegible] لکھتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible] (شیخ [illegible] علی بن [illegible]

متوفی [illegible] [illegible]

[illegible])

([illegible]) [illegible] مسلمانوں کی

غنیمت اور مسلمانوں کا قتل تھا [illegible] خالد بن ولید ([illegible]

[illegible] تھے) نے [illegible] مسلمانوں پر حملہ [illegible] (تاکہ جو تمہارے ہاتھ سے

چلا [illegible]) یعنی مال غنیمت کے چلے جانے سے (اور [illegible] مصیبت

کے پہنچنے سے) یعنی تمہارے مسلمان بھائیوں کے قتل [illegible]۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے۔

[illegible] امام بخاری [illegible]

[illegible]

حدیث ... (امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح

بخاری ج ۱ ص ۳۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے

فرمایا جس شخص نے [illegible]

[illegible]

اس حدیث کو امام مسلم (۱)، امام ترمذی (۲)، امام نسائی (۳)، امام ابن

ماجہ (۴) اور امام احمد بن حنبل (۵) نے بھی روایت کیا ہے۔

(۱) امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ... مطبوعہ نور محمد اصح

المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

(۲) امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۲۳ مطبوعہ نور محمد

کارخانہ تجارت کتب کراچی

(۳) امام ابو عبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی

ج ۱ ص ... مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

(۴) امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۱۱۳ مطبوعہ نور محمد

کارخانہ تجارت کتب کراچی

(۵) امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ مسند احمد

ج ۱ ص ۳۱۵، ۴۰۴، ۴۲۴، ۴۴۱، ج ۲ ص ۱۳۰ مطبوعہ مکتب اسلامی

بیروت، ۱۳۹۸ھ

امام بخاری روایت کرتے ہیں

[illegible] عليه وسلم ... [illegible]

(امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج اص ۲۰۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۸۱ھ)

حضرت عمر نے فرمایا [illegible] وقت [illegible]

[illegible] پر خاک [illegible]

امام مسلم روایت کرتے ہیں

عن أبي مالك الأشعري أن النبي صلى الله عليه وسلم قال أربع في أمتي من أمر الجاهلية لا يتركونهن الفخر في الأحساب والطعن في الأنساب والاستسقاء بالنجوم والنياحة وقال النائحة إذا لم تتب قبل موتها تقام يوم القيامة وعليها سربال من قطران ودرع من جرب. (امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۷۵ھ)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا میری امت میں زمانہ جاہلیت کی چار باتیں ہیں لوگ ان کو ترک نہیں کریں گے حسب (خاندانی شرف) پر فخر کرنا، نسب پر طعن کرنا، ستاروں سے بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا، اور فرمایا نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن [illegible] تارکول اور خارش کی قمیص پہنائی جائے گی۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ (۱) اور امام احمد (۲) نے بھی روایت کیا ہے۔

(۸) امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۱۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

(۹) امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۵ ص ۳۲۲،۳۲۳ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

امام بخاری روایت کرتے ہیں

عن ام عطیة قالت بایعنا رسول اللہ ﷺ فقرأ علینا ان لا یشرکن باللہ شیئا ونہانا عن النیاحة (امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۲۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی آپ نے ہم پر یہ آیت تلاوت کی کہ وہ کسی چیز کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کریں، اور ہم کو نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔

اس حدیث کو امام نسائی (۲) اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ (۳)

(۲) امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۹۰ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

(۳) امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۵ ص ۸۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

امام بخاری روایت کرتے ہیں

عن ام عطیة قالت اخذ علینا النبی ﷺ عند البیعة

[illegible] (امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح

بخاری ج ا ص ۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت [illegible] بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بیعت کے

وقت ہم سے یہ عہد لیا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔

اس حدیث کو امام مسلم (۵)، امام ابوداؤد (۶)، امام نسائی (۷) اور امام

احمد (۸) نے بھی روایت کیا ہے۔

(۵) امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ا ص ۳۰۴ مطبوعہ نور محمد اصح

المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

(۶) امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۹۰ مطبوعہ

مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ

(۷) امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن

نسائی ج ا ص ۱۹۰ [illegible] ج ۲ ص ۱۴۲ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

(۸) امام احمد بن حنبل

متوفی ۲۴۱ھ مسند احمد ج ۳ ص ۱۹۷، ج ۵ ص ۸۴-۸۵، ج ۶ ص ۴۰۸ مطبوعہ دار

الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن

(ابو داؤد ج۲ ص۹۰، مطبوعہ شیخ غلام علی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

اس حدیث کو امام احمد (۱۰) نے بھی روایت کیا ہے۔

(۱۰) امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج۳ ص۱۵۲ مطبوعہ مکتب اسلامی

بیروت، ۱۳۹۸ھ

مسئلہ مذکورہ پر علماء شیعہ کی تائید سے استدلال قرآن مجید میں ہے

یا ایھا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی ان لا

یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین

ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ

ان اللہ غفور رحیم۔ (الممتحنہ: ۱۲)

اے نبی! جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں حاضر ہوں، آپ سے

اس بات پر بیعت کرنے کے لیے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی

اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ایسا بہتان

گھڑ کر لائیں گی اور نہ کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی تو ان کو بیعت

کر لیا کریں اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں، بے شک اللہ بہت بخشنے

والا نہایت مہربان ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ علی بن ابراہیم قمی لکھتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (شیخ ابو [illegible] علی بن [illegible] متوفی [illegible] تفسیر قمی ج ۲ ص ۴۱۳ [illegible] ایران [illegible])

حضرت ام [illegible] بنت الحارث بن عبد المطلب نے [illegible] کے متعلق [illegible] کی تفسیر پوچھی [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] کے پاس [illegible] ساتھ [illegible]

شیخ محمد بن حسن طوسی کی روایت کا ترجمہ یہ ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible] (شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ تہذیب الاحکام ج ۶ ص ۵۱۱ [illegible] دار الکتب [illegible])

زید بن علی نے اپنے آباء سے [illegible] روایت کیا ہے کہ [illegible]

[illegible]

شیخ [illegible] لکھتے ہیں

[illegible]

(شیخ [illegible] متوفی [illegible] ص [illegible])

[illegible]

شیخ [illegible] لکھتے ہیں

[illegible]

(شیخ [illegible] متوفی [illegible] ص [illegible])

مفسرین کا معروف کی تفسیر میں اختلاف ہے [illegible] روایت ہے

کہ قرآن نہ [illegible] ہے — نہ پہلے اس میں [illegible] نہ بعد میں نہ

[illegible] نبوت [illegible] میں شک نہ کریں۔

مروجہ قرآن کی صحت پر نہج البلاغہ سے استدلال علماء شیعہ کے نزدیک قرآن مجید

کے بعد سب سے معتبر مستند ترین کتاب نہج البلاغہ میں لکھا ہے

حضرت علی نے فرمایا

[illegible] (نہج البلاغہ فارسی

ترجمہ) ص ۲۳۶ [illegible]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے قرآن مجید [illegible]

[illegible] شخص نے [illegible] کے وقت [illegible]

ضائع کر دیا جاتا ہے۔

شیخ ابن بابویہ قمی ملقب بہ صدوق لکھتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible] على [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ويسقط ما يليها من ثواب الاعمال (شیخ جمال الدین [illegible]

شرح نہج البلاغہ ابن میثم متوفی ۶۷۹ھ شرح نہج البلاغہ ج ۵ ص ۳۳۲ مطبوعہ مؤسسہ النصر

ایران ۱۳۶۲ ش)

جس شخص نے صبر کو حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کی اور اس کی ضد یعنی بے صبری و شکوہ کو دور کیا تو اس کو اجر و ثواب مل جاتا ہے بے صبری کو زانوں پر ہاتھ مارنے سے تعبیر فرمایا، کیونکہ انسان کی عادت ہے وہ بے صبری کے وقت اپنے زانوں پر ہاتھ مارتا ہے اور یہ قول بہت بلیغ ہے بے صبری کا اظہار کرنے سے اس کا اجر و ثواب بھی ضائع ہو جاتا ہے، کیونکہ یا وہ بے صبری کا اظہار کرتا ہے تو تقدیر کی قدرت کو ناپسند کرتا ہے اور اس پر راضی نہیں ہے تو اجر سے محروم ہے یا تقدیر سے محروم ہے دوسرے شخص کو یہ بات پسند ہے یا اس کی طرف التفات نہ کرے تو شکر سے محروم ہے اور وہ نیکیوں کے ضائع ہونے کا باعث ہو اور اس کے ثواب کے ضائع ہونے کا موجب ہے۔

(ابن میثم کی تحریر کردہ تقریر کے اقتباسات یا مطبوعہ ۱۳۶۱ ص ۳۳)

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

[illegible] (نہج

البلاغہ (شرح فارسی ترجمہ) ص ۱۲۵۲ مطبوعہ انتشارات زرین ایران)

جس شخص پر کوئی مصیبت نازل ہوئی اور اس نے اس کی شکایت کی اس نے اپنے رب کی شکایت کی۔

شیخ ابن میثم اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible] (شیخ کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی متوفی [illegible]، شرح نہج البلاغہ ج [illegible] ص [illegible] مطبوعہ [illegible] ایران [illegible])

مصیبت کی شکایت اللہ تعالیٰ کی شکایت ہے [illegible] مصیبت میں مبتلا [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible]

<u>مصیبت [illegible] کی حرمت پر علماء شیعہ کی احادیث سے استدلال</u> شیخ [illegible] روایت کرتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (شیخ [illegible]

یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ، الفروع من الکافی ج ۳ ص ۲۲۲-۲۲۳ مطبوعہ

دارالکتب الاسلامیہ تہران [illegible])

[illegible] علیہ السلام کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ (بے صبری) کیا

ہے؟ فرمایا سب سے زیادہ بے صبری یہ ہے کہ [illegible] اور چہرے

اور سینے پر [illegible] مارے [illegible] جس نے [illegible]

[illegible] کے خلاف [illegible] جس نے صبر کیا اور [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible]

[illegible] تقدیر [illegible]

علی اکبر غفاری نے اس حدیث کے حاشیہ میں لکھا ہے [illegible]

[illegible] اس حدیث سے [illegible] ہے۔ (شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب [illegible]

متوفی ۳۲۹ھ، الفروع [illegible] الکافی ج ۳ ص ۲۲۲ [illegible]

تہران ۱۳۹۱ھ)

علی اکبر غفاری کا یہ [illegible] اس حدیث میں [illegible]

[illegible] احادیث شیعہ میں [illegible]

[illegible] علی اکبر غفاری نے [illegible] حاشیہ میں [illegible]

[illegible] امام کے [illegible]

[illegible] اس حدیث میں [illegible]

[illegible] اس حدیث

[illegible] تقدیر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] روایت [illegible]

[illegible]

[illegible] (شیخ ابو جعفر محمد بن

یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ ہجری، الفروع من الکافی ج ۳ ص ۲۲۴، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران، ۱۳۹۱ ھ)

ابو عبد اللہ علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنے ہاتھ کو اپنی ران پر مارنا اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا ینبغی الصیاح علی المیت ولا شق الثیاب۔ (شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ ہجری، الفروع من الکافی ج ۳ ص ۲۲۵ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران، ۱۳۹۱ ھ)

ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: میت پر چلانا نہیں چاہیے اور نہ کپڑے پھاڑنا چاہیے۔

عن ابی جعفر علیہ السلام قال ضرب المسلم یدہ علی فخذہ عند المصیبۃ احباط لاجرہ۔ (شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ ہجری، الفروع من الکافی ج ۳ ص ۲۲۵ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۳۹۱ ھ)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: مصیبت کے وقت کسی مسلمان کا اپنے زانو پر ہاتھ مارنا اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا یصلح الصیاح علی المیت ولا ینبغی ولکن الناس لا یعرفونہ والصبر خیر۔ (شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ ہجری، الفروع من الکافی ج ۳ ص ۲۲۶ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران، ۱۳۹۱ ھ)

[illegible] علیہ السلام نے فرمایا [illegible]

[illegible] اور [illegible]

ابوجعفر محمد بن علی [illegible] روایت کرتے ہیں

وقال علیہ السلام [illegible]

[illegible]

[illegible] (شیخ ابوجعفر محمد بن علی [illegible])

الفقیہ [illegible] باب [illegible])

صادق علیہ السلام نے فرمایا معصیت [illegible]

[illegible] معصیت [illegible]

[illegible] معصیت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

روایت ہے [illegible] امام محمد [illegible] امیر المومنین

[illegible] حضرت رسول خدا ﷺ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خود را در عذاب شدید دیدم و گمراہ شدم بمرا ہے لیث انسبت (الی

قولہ) زنانہ بصورت سگ بود و آتش در دبر اوش مے کردند و خواندند و نوحہ

کر شد شد ... (ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ھ حیات القلوب

ج۲ ص ۲۹۳-۲۹۴ مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران)

ملا محمد تقی مجلسی امام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا

کہ میں اور فاطمہ زہرا علیہا السلام حضرت رسول ﷺ کی خدمت میں گئے

اور آنحضرت بہت رو رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ

آپ پر قربان آپ کے رونے کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا

کہ اے علی جس رات مجھے آسمان پر لے گئے میں نے اپنی امت کی چند عورتوں

کو شدید عذاب میں مبتلا دیکھا (الی قولہ) کی حدیث سے (پھر آپ نے ان

عورتوں کے عیوب بیان فرمایا) ایک عورت کی صورت کتے کی طرح کی

دبر (پاخانے کی جگہ) میں آگ ڈال رہے تھے وہ گانے بجانے والی (زانیہ) اور نوحہ

کرنے والی اور حسد کرنے والی تھی۔

نیز ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں

ام حکیم دختر حارث بن ہشام که زن عکرمہ بن ابو جہل

بود ... رسول خدا ... نام معروف است که گفته

... ...

فرمود از معصیت‌ها آنچه بر روی خود نزند نیاورند خود را منع شیدو ...

خود را بکشند و گر نه ... خود را نجات آل ... خود را ... را

... شرط با حضرت بایشان بیعت

کرد (ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ھ حیات القلوب ج ۲ ص ۴۶۹ مطبوعہ کتاب فروش

اسلامیہ تہران ایران)

... بن ... ابن ابی الحدید ... حارث بن ... نے پوچھا

... ان دونوں کے متعلق ... جواب ... ہم

... آپ کی نافرمانی ... سب ... مصیبت ... پہنچی ... ہے

... ہے ... ان ... آپ ... ہم ... ہے ... ہیں ... ہیں

... (ہائے ...) ... آپ نے ... کی

... ہیں۔

اور ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں

... بسند معتبر از امام جعفر صادق روایت کردہ

است کہ حضرت رسول فرمود چہار قسم ... ہمیشہ

در ... خواہد بود تا روز قیامت

اول ... خود ... دوم ... مردن

سیوم ... چہارم ...

... وحمت ... نشود ...

کفن پیش از دفنش چون روز قیامت مبعوث شود جامہ از تن گرفتہ

و جامہ ... برہنہ ... او پوشانند (ملا باقر مجلسی حق الیقین ... حیات القلوب

ج ۲ ص ۷۷۲ ... کتاب ... اسلامیہ تہران ایران)

ملا باقر مجلسی نے ... سند کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

ہے کہ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں چار ... باتیں ہمیشہ

قیامت تک رہیں گی۔

پہلی اپنے حسب پر فخر کرنا، دوسری نسب میں طعن کرنا، تیسری بارش

... ستاروں ... سے ... چوتھی نوحہ (ماتم) کرنا اور نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو جب

... قیامت کے روز اٹھایا جائے گا ... اس کو ... کا لباس اور خارش

کا لباس پہنایا جائے گا۔

ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں

فرات بن ابراہیم ... معتبر از جابر انصاری روایت

کردہ است کہ رسول خدا در ... آخر خود با حضرت فاطمہ گفت

(ای فاطمہ) ... چون ... بمیرم ... گریبان نمی باید درید و روی

باید خراشید ... باید گفت ... بر ... پدر گو ... وفات

... فرزند خود ... چشم ... گریہ ... دل ...

ہے۔ (علامہ مجلسی متوفی ۱۱۱۱ھ حیات القلوب ج ۲ ص ۶۸۷ طبع کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران)

فرات بن ابراہیم نے سند معتبر کے ساتھ حضرت جابر انصاری سے روایت کیا ہے کہ رسول ﷺ نے اپنے مرض میں حضرت فاطمہ سے (چند کلمات کے بعد) فرمایا اے فاطمہ جان! پیغمبر کے لیے سبب گریبان چاک نہیں کرنا چاہیے اور منہ نہیں نوچنا چاہیے اور واویلا نہیں کرنا چاہیے لیکن وہ کہو جو تمہارے والد نے اپنے فرزند ابراہیم کی وفات کے موقع پر کہا تھا کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل جلتا ہے۔

نیز علامہ مجلسی لکھتے ہیں

ابن بابویہ بسند معتبر از امام محمد باقر روایت کردہ است کہ حضرت رسول در ہنگام وفات خود بحضرت فاطمہ فرمودند کہ فاطمہ چون بمیرم روئے خود را برائے من مخراش و گیسوئے خود را پریشان مکن و واویلا مگو و نوحہ گر را مطلب (علامہ مجلسی متوفی ۱۱۱۱ھ حیات القلوب ج ۲ ص ۶۸۷ طبع کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران)

ابن بابویہ نے سند معتبر کے ساتھ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ حضرت رسول ﷺ نے اپنی وفات کے وقت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا اے فاطمہ جب میں وفات پا جاؤں تو تم اپنے لیے چہرہ نہ نوچنا اور

جیسے شبیہ وغیرہ بنانا اور ہو یا (ماتم وغیرہ) کرنے

وغیرہ وغیرہ ہوتا۔

ملا حسین کی عظمت اہل بیت کو جو حد سے بڑھی محبت کی ہے

بیان میں ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں

چون خبر دشمن شنید صدای ایشان بلند شد زینب خاتون

خواہر جناب امام حسین علیہ السلام بخدمت آن حضرت آمد

دید کہ آن امام مظلوم سر بر زانوی خود گذاشتہ بخواب رفتہ است

گفت ای برادر آیا صدای اہل جور و جفا نمی شنوی؟ حضرت

سر برداشت و فرمود کہ الحال در خواب دیدم

جدم محمد مصطفی و پدرم علی مرتضی و مادرم فاطمہ زہرا و

برادرم حسن مجتبی را کہ بنزد من آمدند گفتند ای حسین تو فردا

نزد ما خواہی آمد چون زینب خاتون این خبر وحشت

اثر را شنید طپانچہ بر روی خود زد و فریاد واویلاہ بلند کرد حضرت

فرمود کہ ای خواہر ساکت باش ویل و عذاب برای تو نیست بر ما

و شماتت دشمنان را بر ما مگردان (ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ھ، جلاء العیون ج ۲ ص ۵۲۹ مطبوعہ کتاب

فروشی اسلامیہ تہران ایران ۱۳۸۹ھ)

جب مخالفین کے لشکر میں شور بلند ہوا تو جناب امام حسین کی بہن زینب

حضرت امام حسین کے پاس آئیں، دیکھا کہ امام حسین سوئے ہوئے ہیں، کہا —
بھائی یہ خواب دیکھا ہے تو آپ نہیں جانتے کہ حضرت نے مراقبہ فرمایا ہے کہ
میں نے ابھی خواب میں اپنے نانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اپنے والد حضرت علی
مرتضیٰ اور اپنی والدہ حضرت فاطمہ زہرا اور اپنے بھائی حسن علیہ السلام کو دیکھا وہ سب
میرے پاس آئے اور کہا اے حسین تم بہت جلد ہمارے پاس آنے والے ہو۔ جب
حضرت زینب نے یہ بات سنی تو انہوں نے اپنے سر پر طمانچے مارے اور
لطمہ زنی کی اور بہت گریہ و زاری کیا۔ حضرت نے فرمایا اے بہن صبر کرو اور
عذاب تم پر نہیں ہے، تمہارے دشمنوں پر ہے، ہم سب ہیں، اس قدر جلد مت رو کہ
دشمن ہم پر خوش ہوں۔

ملا واعظ کاشفی کہتے ہیں

و فرمود که ای خواهر با جان برابر خاطر خود را پریشان مکن
و شیطان را بر خود مسلط مگردان و از خدای تعالیٰ صبر کن و
فرمود که اگر من کشته شوم باید که رعایت خود را بسازی و نگاه دارم
زینب خاتون گفت ای پیشه دل داده محنت من گریه کن
رو چاره کن تو منقطع شد و بغربت شهر بست تا او را بکند
میان وطن و دیار غریب و بی‌کس و تنها و رمیان ما مشتاق و مشتاق
من نگذاری بی‌کس و تنها خود را بماند و گانوت خود را چشید و
منتج را به سر کشید و گریان عاقبت چنانکه در وقت موت مشتاق

به امام غریب [illegible] خواست و آب بر روی خود [illegible] گریہ [illegible] خود
پاشید چون به هوش باز آمد گفت ای خواهر [illegible] صبر کن
[illegible] و [illegible] ای حق تعالی راضی شو [illegible] اهل زمین
[illegible] چشمہ [illegible] اسباب باقی نمی ماند و
همہ [illegible] حق تعالی [illegible] چیز [illegible] زوال و فناست
[illegible] الله [illegible] مبعوث [illegible] والد و [illegible] مادر [illegible]
[illegible] و مادر [illegible] شهید شد [illegible]
[illegible] بودند و حضرت رسول خدا [illegible] اشرف خلائق بود از دنیا
[illegible] رحلت فرمود [illegible] بسیاری [illegible] موعظہ
[illegible] بیان فرمود پس وصیت فرمود [illegible]
خواهر گرامی [illegible] سوگند میدهم [illegible] چون من [illegible] تیغ [illegible] جفا [illegible] عالم بقا
رحلت نمایم گریبان چاک مکن و رو مخراش و واویلا منما (ملا
باقر مجلسی [illegible] جلاء العیون [illegible] ج ۲ ص ۵۵۳ [illegible] کتاب فروشی [illegible]
تهران، ۱۳۹۸ھ)

حضرت امام حسین نے حضرت زینب سے فرمایا [illegible]
[illegible] کے [illegible] کو [illegible] ہے [illegible]
[illegible] تقدیر [illegible] فرمایا [illegible]
ہلاکت کو [illegible] حضرت زینب نے جب اس بات سے [illegible]

جب آپ کے لیے اب کوئی چارہ کار نہیں تو ہم کو زندگی کی مدت ناپسندیدہ
موت کا شربت پی رہے ہیں، اور تم لوگ خائن ہو [illegible] کے دنیا سے
پروردگار کی معرفت میں چھوڑ رہا ہے ہیں، حضرت نے ہاتھ بلند کر کے
رخسار کو چوما شروع کیا اور [illegible] سے اتار دیا، زبان چاٹ رہے تھے اور بے ہوش
ہو گئیں، ہم نے پیرہن پر پانی چھڑکا اور ان کو ہوش میں لائے مگر جب ہوش
میں آگئیں تو فرمایا [illegible] ان حضرات کا [illegible] مستقان کی تقدیر [illegible]
جب وقت [illegible] ہیں اور [illegible] آج تک [illegible]
کے [illegible] کے [illegible] کتاب وہ سب لوگ [illegible] کے بعد [illegible]
[illegible]
شہید ہوئے اور رسول ﷺ تمام مخلوق سے افضل تھے [illegible]
اور [illegible] طرف رحلت فرما گئے [illegible] کو بہت تسکین ہوئی اور یہ وصیت کی
کہ [illegible] میرے بعد [illegible] جب میں قتل ہو جاؤں تو [illegible]
منہ پر طمانچہ نہ مارنا [illegible] گریبان چاک نہ کرنا اور
واویلا نہ کرنا۔

جلاء العیون میں لکھتے ہیں

از حضرت صادق منقول است کہ چون صبح روز عاشورا
طالع شد آن امام مظلوم با اصحاب خود نماز صبح را گزارد و بعد از نماز
رو بجانب اصحاب سعادت مآب خود گردانید و فرمود کہ خداوندی

می دہم کہ ہمہ روز شما شہید خواہید شد بغیر از علی بن الحسین پس از شہادت سید و سرکشیدہ تا سعادت قائم گردید و از مشقت و محنت دنیاوی فقیر رہائی یابید (ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ھ جلاء العیون ج۲ ص ۵۵۷ مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ۱۳۶۸ھ)

حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے جب امام حسین کی شہادت کا وقت قریب ہوا تو امام معصوم نے اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھائی اور نماز کے بعد اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ سوائے علی بن الحسین کے تم تمام شہید ہو جاؤ گے بیشک تم سب شہادت پا کر جنت میں جاؤ گے اور دنیا کی مشقت اور تکالیف سے رہائی پاؤ گے۔

ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں

پس سکینہ دختر آن حضرت گفت از سر کشیدہ و گفت اے پدر بزرگوار آیا ... ما را بہ مدینہ نمی رسانی امام مظلوم گریست و فرمود اے نور دیدہ من کسی کہ یاوری ندارد یقین مرگ را بر خود قرار دادہ ای دختر یاد دار کہ رحمت خدا و رحمت خدا از دنیا و عقبی از شما جدا نخواہد شد صبر کنید بر قضا ہای خدا شکایت مکنید و بدانید کہ دنیا فانی منقضی میشود و نعیم بہشت آخرت ہرگز زوال ندارد (ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ھ جلاء العیون ج۲ ص ۵۵۰ مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ۱۳۶۸ھ)

پھر آپ کی ساس نے ان حضرت علی سے دو پیغام سے آئی اور کہا سے یا

جان آپ مرنے کے لیے بارات میں تجھ کو پوچھ رہے بار ہے ہیں، ما معلوم

ہوتے اور فرمایا ہے، تم میں نا معلوم تشخیص وہ ان ایسے بیٹے ہمت تجھ بیٹا

ہے، سخت مشکل ہیں وہ خدا مددگار رہتا ہے، یا اور حضرت میں صدقوں کی رحمت تم

سے جدا نہیں ہوں، صداقتوں کی تقدیر پر رضی رہنا، عرصہ لوقتی رہنا اختر میں یہ

فانی ختم ہو چکے ہیں اور آنحضرت علی ہوئی قوت بالکل زوال میں رہا۔

اور علامہ مجلسی لکھتے ہیں

پس چون بیمار شد حضرت رسالت پناہ و گریان شد وقت

خدمت و طہارت زوجہ مودود ایشان زینب و تسلیای میر

فرمود و بعد از شہادت خیر مثنای لیس تب دادو فرمود کہ

جہاد را بر سر گریہ و ناله و شمار مصیبت کم ریہ و بہ بید بہ

حق تعالی حافظ و حامی شما ست و شمار از آخر حد نجات بہ

دو خداکست شما را بخیر مجاہر و ترد و شستان شمار با وح بلا را

مبتلا می ساز و شما را بعوض دین بلا را در دنیا و عقبی باوج نعمتہا و

کرامتہا می دہد و فرمود کہ وصیت از شکیبائی بر مدارید و کلام

ناخوشی بر زبان میا رید کہ موجب نقص ثواب شما گردد (علامہ

مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، حیات القلوب ج ۲ ص ۵۷۶، ناشر کتاب فروشی اسلامیہ

تہران، ۱۳۹۸ھ)

پھر دوسری بار اہل بیت رسالت اور خاندان اہل طہارت کو آپ نے وداع کیا اور ان کو صبر کا حکم فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے عظیم ثواب کی خوشخبری دے کر آپ نے ساتھ تسلی دی اور فرمایا کہ اپنے سر پر چادریں رکھو اور مصیبت کے نزول کے لیے تیار ہو جاؤ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی اور حافظ ہے وہ تم کو دشمنوں کے شر سے نجات دے گا اور تمہاری عاقبت بخیر کرے گا اور تمہارے دشمنوں کو مختلف عذابوں میں مبتلا کرے گا اور تم کو دنیا کی مصیبتوں اور بلاؤں کے عوض جنت میں عزت اور نعمتوں سے نوازے گا خبردار بے صبری نہ کرنا اور بے صبری کا کلام زبان پر نہ لانا کہ اس سے تمہارے ثواب میں کمی ہو گی۔

سب مصیبت کے متعلق امام حسین علیہ السلام کی یہ آخری نصیحت تھی جو اہل حرمت کے لیے نقل کی ہے اس کے بعد آپ دشمنوں کے ہاتھ شہید ہوئے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

ماتم کے جواز پر علمائے شیعہ کے دلائل اور ان کا جواب علمائے شیعہ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگ نوحہ کیا کرتے اور آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔

محمد بن سعد لکھتے ہیں

و [illegible] على [illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

ﷺ [illegible] رسول الله ﷺ [illegible]

[illegible] على [illegible]

سکتی تھی۔ (امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، الطبقات الکبریٰ ج ۲ ص [illegible]، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۹۹ھ)

انصار کی خواتین اپنے شوہروں (خاوندوں) پر روتی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا: لیکن حمزہ پر رونے والیاں نہیں ہیں، پھر انصار کی خواتین رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر آئیں اور حضرت حمزہ پر رونے لگیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اور فرمایا: یہ لوٹ جائیں، [illegible] ان کا معمول ہے کہ جب انصار میں سے کوئی شخص مرتا ہے تو ان کی خواتین پہلے حمزہ پر روتی ہیں پھر اپنی میت پر روتی ہیں۔

اس روایت کے حسب ذیل نکات ہیں

(۱) امام محمد بن سعد نے اس روایت کو بلا سند ذکر کیا ہے اور بے سند روایت [illegible] قابل حجت نہیں ہے۔

(۲) اس روایت میں صرف رونے کا ذکر ہے اور یہ مذکور نہیں ہے کہ وہ ماتم میں چیخ و پکار کرتیں، بال نوچتیں اور منہ پر تھپڑ مارتی تھیں، اس روایت میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

(۳) یہ ابتدائی واقعہ ہے جب نوحہ کرنے سے منع نہیں کیا گیا تھا جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔

امام طبرانی لکھتے ہیں

عن [illegible] ﷺ [illegible]

مر بدار من دور الأنصار من بني عبد الأشهل وظفر فسمع البكاء والنوائح على قتلاهم فذرفت عينا رسول الله ﷺ فبكى ثم قال لكن حمزة لا بواكي له فلما رجع سعد بن معاذ وأسيد بن حضير إلى دار بني عبد الأشهل أمرا نساءهم أن يتحزمن ثم يذهبن فيبكين على عم رسول الله ﷺ۔ (امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ، تاریخ الامم والملوک ج ۲ ص ۲۱۰، مطبوعہ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت)

ابن اسحاق کے بعض شیوخ سے روایت ہے کہ انصار کے گھروں میں سے بنو عبد الاشہل اور بنو ظفر کے گھر کے پاس سے رسول اللہ ﷺ گزرے، آپ نے ان کے مقتولوں پر رونے اور نوحہ کرنے کی آوازیں سنیں، رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ نے فرمایا لیکن حمزہ پر رونے والیاں نہیں ہیں۔ جب حضرت سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنو عبد الاشہل کے گھر واپس آئے تو انھوں نے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ تیار ہو جائیں اور رسول اللہ ﷺ کے چچا پر روئیں۔

اس روایت کے حسب ذیل جوابات ہیں

(۱)۔ یہ واقعہ ابن اسحاق کے بعض شیوخ سے مروی ہے جن کا نام نہیں بتایا گیا، سو یہ مجہول روایت ہے اور مجہول روایات حجت نہیں ہوتی۔

(۲)۔ اس مجہول روایت میں بھی صرف رونے کا ذکر ہے، اس میں چہرہ پیٹنے، سینہ کوبی اور گریبان پھاڑنے کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا یہ مجہول روایت بھی مروجہ ماتم کو مستلزم نہیں ہے۔

(۳)۔ یہ بدعتی تعزیت اس وقت وجود میں آئی ... میں پائی تھی اس کے بعد منع کر دیا گیا۔

اس بات پر دلیل کہ یہ بدعتی تعزیت منع ہے یہ حدیث ہے

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں

عن ابن عمر ... رسول الله ﷺ ... [illegible]

[illegible] ... رسول الله ﷺ ... [illegible]

[illegible] ... رسول الله ﷺ ... [illegible]

[illegible] (امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۱۱۵ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ بنو عبد الاشہل کی عورتوں کے پاس سے گزرے جو غزوہ احد کے شہداء پر رو رہی تھیں، رسول ﷺ نے فرمایا لیکن حمزہ پر رونے والیاں نہیں ہیں، پھر انصار کی عورتیں آئیں اور حمزہ پر رونے لگیں پھر رسول ﷺ بیدار ہوئے آپ نے فرمایا ان پر افسوس ہے یہ ابھی تک رو رہی ہیں، ان سے کہو کہ اپنے گھر چلی جائیں اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر رونا نہیں۔ (اختصار سے ترجمہ)

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ (امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ مسند احمد ج ۲ ص ۹۲، ۸۴، ۴۰ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

امام حاکم نیشاپوری نے بھی اس حدیث کو روایت کیا اور لکھا ہے کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ (امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۱ ص ۳۸۱، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ)

علامہ بدر الدین عینی اس بحث میں لکھتے ہیں

امام احمد نے یہ روایت کی ہے کہ ابتداء میں صورت حال میں نوحہ کرنا حرام نہیں تھا جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر کی پھوپھی کو روتے ہوئے سنا تو فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نوحہ اس وقت حرام تھا جب رشتہ داروں پر آپ رونے سے منع کریں اور رونے والوں پر جائے تو ان پر قول ہے کہ اس واقعہ کے بعد نبی ﷺ نے نوحہ کرنے سے منع فرمایا کیونکہ یہ واقعہ آپ کے منع فرمانے سے پہلے کا ہے کہ حمزہ کے لیے رونے والیاں نہیں ہیں لیکن جب آپ نے اس سے منع فرمایا اس پر وعید بیان کی۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو عبد الاشہل کی عورتوں کے پاس سے گزرے جو جنگ احد کے شہداء پر رو رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن حمزہ کے لیے رونے والیاں نہیں ہیں۔ پھر انصاری عورتیں حضرت حمزہ پر رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا ان پر افسوس ہے یہ ابھی تک نہیں گئیں، ان سے کہو یہ چلی جائیں اور آج کے بعد مرنے والے پر نہ روئیں۔ (علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۹۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے بھی یہی لکھا ہے۔ (علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فتح الباری ج ۳ ص ۱۴۱ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں

حضرت سعد نبی ﷺ کا یہ ارشاد سن کر اس لیے روئے تھے کہ یہ ایسا کہنا میں اس سے حضرت سعد کی مصیبت پر افسوس کا اظہار ہے کہ وہ مکی مہاجرت اور غربت کی حالت میں شہید ہوئے کہ ان پر لوٹ رہے ہیں اور ان کی نیت تھی اور رسول ﷺ کی رضا جوئی اور خوشنودی حاصل کرنے میں سبقت کرتے تھے، اخلاص سے کی تھی کہ آپ کا مقصد یہ ہے کہ حضرت سعد پر افسوس کیا ہے اور نبی ﷺ نے جب اس کی حالت اور رضا جوئی کو دیکھا تو آپ نے اس سے ہوتا کہ اس پر یہ نوحہ (ماتم) کا ارتکاب نہ کریں اور یہ بھی ہو سکتا ہے اس وقت نوحہ منع نہ تھا اس واقعہ کے بعد آپ نے نوحہ سے منع فرمایا۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۷۱۳-۷۱۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

بیٹے کے پیدا ہونے کی خوشخبری پر تعجب سے منہ پر ہاتھ مارنا جائز ہے"

قرآن مجید میں ہے

وبشروه بغلام عليم فاقبلت امراته في صرة فصكت وجهها

وقالت عجوز عقيم (الذاریات: ۲۹-۲۸)

فرشتوں نے ابراہیم کو ایک ذی علم بیٹے (اسحاق) کی ولادت کی بشارت دی تو ان کی بیوی چلاتی ہوئی آئیں (تعجب سے) اپنے منہ پر ہاتھ مار کر کہا بوڑھی بانجھ (الذاریات ۲۹)

نیز قرآن مجید میں ہے

[illegible] (سورۃ ہود ۷۲-۷۳)

اور ابراہیم کی بیوی (سارہ) کھڑی تھیں وہ ہنس پڑیں تو ہم نے ان کو اسحاق کی خوشخبری سنائی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی، سارہ نے کہا ہائے افسوس! کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر (بھی) بوڑھے ہیں یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا کیا تم اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں۔ بے شک وہ قابل تعریف بزرگی والا ہے۔

اہل تشیع کہتے ہیں کہ [illegible] آیت میں [illegible] سارہ کے [illegible] بیٹے کا بیان ہے [illegible] آیت میں [illegible] سے معلوم ہوا کہ [illegible]

اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ یہ آیتیں مروجہ ماتم کی اصل نہیں ہیں [illegible]

ماتم غم، دکھ اور کسی مصیبت پر کیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ افسوس کا مقام نہیں خوشی کا مقام تھی کیونکہ فرشتوں نے حضرت سارہ کو ایک عالم بیٹے کی ولادت کی بشارت دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سارہ اس وقت ہنس رہی تھیں۔ باقی ان کا چہرہ پر ہاتھ مارنا حیا کی وجہ سے چہرہ چھپانے کے لیے تھا کیونکہ کسی عورت کے ہاں پہلی بار ولادت ہو تو اس کے سامنے ولادت کا تذکرہ کیا جائے تو اس کو حیا آتی ہے جب انہوں نے تعجب کیا تو چہرے پر ہاتھ مارا۔ اور ان کا یہ ویلتیٰ کہنا کسی مصیبت پر رونے پیٹنے کا نہیں تھا، بلکہ انہوں نے اظہار تعجب کے لیے کہا تھا۔

شیخ قمی لکھتے ہیں

فصکت وجهها ای غطته لما بشرها جبرئیل۔ (شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم قمی متوفی ۳۰۷ھ، تفسیر قمی ج۲ ص ۳۳۰، مطبوعہ موسسہ دار الکتاب للطباعۃ والنشر قم ایران ۱۴۰۴ھ)

حضرت سارہ کے چہرے پر ہاتھ مارنے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے (حیا سے) ہاتھوں سے چہرہ چھپایا۔

شیخ ابو جعفر طوسی لکھتے ہیں

صکت وجهها لطمته۔ (شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، تفسیر تبیان ج۹ ص ۳۹۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت سارہ نے تعجب سے اپنے چہرے پر ہاتھ مارا۔

شیخ طبرسی لکھتے ہیں

[illegible])

شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ تفسیر مجمع البیان ج ۹ ص ۲۳۹ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۱۱ھ)

ملا فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۸۸ھ منہج الصادقین ج ۹ ص ۳۰ مطبوعہ انتشارات [illegible])

متوکل مراتی نے بتایا ہے کہ حضرت سارہ نے اپنی ٹھوڑی پر ہاتھ مارا کوئی پریشانی نہیں ہے کیونکہ یہ عورتوں کی عادت ہے کہ وہ تعجب کے وقت ایسا کرتی ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت سارہ نے جس وقت یہ خوشخبری سنی تو ان کا حیض جاری ہو گیا اور انہوں نے شرم کی وجہ سے اپنے منہ پر ہاتھ مارا۔

خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ علماء کی تفسیر کے مطابق حضرت سارہ نے اپنی عادت کے مطابق [illegible] یا ہاتھوں سے چھپایا یا عورتوں کی عادت کے مطابق تعجب سے چہرے پر ہاتھ مارا یا اس وقت ان کا حیض جاری ہو گیا تو شرم کی وجہ سے انہوں نے چہرے پر ہاتھ مارا، بہر حال کسی صورت میں بھی حضرت سارہ کا چہرے پر ہاتھ مارنا کسی مصیبت پر غم اور افسوس کے اظہار کے لیے نہیں تھا۔

کرنا کا یہ فعل مروجہ ماتم کی اصل بن سکے۔ ماتم موت کی خبر سن کر کیا جاتا ہے چونکہ وفات کی خبر سن کر ماتم نہیں پایا جاتا۔

<u>زانو پیٹنے کے جواز پر علماء شیعہ کا صحیح بخاری سے استدلال اور اس کا جواب:</u> امام بخاری روایت کرتے ہیں

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ طرقہ و

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات رسول ﷺ نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ بنت نبی ﷺ کی ملاقات میں جگایا اور فرمایا کیا تم دونوں نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ہماری روحیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب ہم کو اٹھانا چاہتا ہے ہم کو اٹھا دیتا ہے، جب میں نے یہ کہا تو آپ واپس چلے گئے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا، پھر میں نے آپ سے سنا اور اس حال میں کہ آپ واپس جا رہے تھے اور اپنے زانو پر ہاتھ مار رہے تھے اور فرما رہے تھے انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑنے والا ہے۔

علماء شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کے اس جواب سے رسول ﷺ کو رن

ہو اور آپ نے افسوس سے اپنے زانو پر ہاتھ مارا، اس سے زانو پیٹنا اور مصیبت کے وقت ماتم کرنا ثابت ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مصیبت اور موت کے وقت قرآن مجید، نہج البلاغہ، روایت اہل سنت اور احادیث اہل تشیع میں صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کی اجازت دی ہے اور بے صبری کا اظہار کرنے اور زانو پیٹنے یا سینہ زنی کرنے یا منہ پر طمانچے مارنے کو حرام قرار دیا ہے۔ اس حدیث میں موت یا مصیبت کے وقت آپ نے زانو پر ہاتھ نہیں مارا بلکہ حضرت علی کے اس جواب پر تعجب سے زانو پر ہاتھ مارا یا اس جواب کو لاجواب کرتے ہوئے افسوس سے زانو پر ہاتھ مارا۔ یہ کوئی موت یا مصیبت کا وقت نہیں تھا کہ اس زانو پر ہاتھ مارنا بے صبری کا اظہار قرار دیا جائے اور اس کو ماتم کی اصل قرار دیا جائے اور جب کہ نہج البلاغہ میں حضرت علی کا یہ ارشاد موجود ہے۔

ومن ضرب یدہ علی فخذہ عند مصیبتہ حبط عملہ۔ (نہج البلاغہ مع فارسی ترجمہ ص۱۱۲۹ مطبوعہ تہران ایران)

جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنے زانو پر ہاتھ مارا تو اس کا عمل ضائع کر دیا جائے گا۔

تو جب صحیح بخاری کی اس حدیث سے ماتم کا جواز ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اس میں مصیبت کے وقت زانو پر ہاتھ مارنے کا ذکر نہیں ہے اور نہج البلاغہ کی اس حدیث میں موت یا مصیبت کے وقت زانو پیٹنے کا اور بے صبری کے اظہار کا ذکر ہے تو ماتم

قرآن مجید کی ان چار صریح آیات اور دیگر احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں اس
حدیث کو ترک کر دینا چاہئے تھا لیکن افسوس ہے بے حیائی کے لئے روزہ توڑ
دیا۔ عجب ہے کہ شیعہ حضرات کے نزدیک حج الاسلام صحیح بخاری سے زیادہ صحیح ہے
تو موطا امام مالک بھی صحیح بخاری سے کم تر نہیں ہیں۔

<u>حدیث نمبر ۲ کے بارے میں شیعہ علماء موطا امام مالک سے استدلال کرتے ہیں کہ جب</u>

امام مالک روایت کرتے ہیں:

عن عطاء بن عبد الله الخراساني عن سعيد بن المسيب أنه قال جاء أعرابي إلى رسول الله ﷺ يضرب نحره وينتف شعره ويقول هلك الأبعد فقال له رسول الله ﷺ وما ذاك فقال أصبت أهلي وأنا صائم في رمضان فقال له رسول الله ﷺ هل تستطيع أن تعتق رقبة فقال لا فقال هل تستطيع أن تهدي بدنة قال لا قال فاجلس فأتي رسول الله ﷺ بعرق تمر فقال خذ هذا فتصدق به فقال ما أحد أحوج مني فقال كله وصم يوما مكان ما أصبت۔ (امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ موطا امام مالک ص ۲۳۸ مطبوعہ مجتبائی پاکستان لاہور)

سعید بن مسیب (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ اپنے سینے کو پیٹ رہا تھا اور اپنے بال نوچ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہلاک ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا اور میں نے اپنی بیوی سے صحبت کر لی

رسول ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تم ایک غلام آزاد کر سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں آپ نے پوچھا کیا تم ایک وسق صدقہ کر سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، اس اثناء میں رسول ﷺ کے پاس ایک کھجوروں کا ٹوکرا آیا، آپ نے فرمایا اس کو صدقہ کر دو، اس نے کہا یا رسول اللہ مجھ سے زیادہ تو کوئی ضرورت مند نہیں ہے، آپ نے فرمایا ان کو کھاؤ، اور تم نے جو روزہ توڑا اس کے بدلے میں ایک روزہ رکھ لینا۔

اس حدیث میں اس اعرابی کے بال نوچنے اور سینہ پیٹنے کا ذکر ہے اور یہی ماخذ ہے۔

اس استدلال کے حسب ذیل جوابات ہیں

(۱) موطا کی مذکورہ روایت قرآن مجید کی آیت سے متعارض ہے اور یہ روایت مرسل ہے اور موطا امام مالک کی حدیث ہے، اور مرسل حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہوتا ہے البتہ اس روایت سے قرآن مجید کا معارضہ ہوتا ہے امام مالک کی یہ مرسل روایت قرآن مجید سے متصادم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

(۲) صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دیگر کتب صحاح میں بھی یہ واقعہ صحت سے مذکور ہے لیکن ان میں اس اعرابی کے بال نوچنے اور سینہ پیٹنے کا ذکر نہیں ہے اور امام مالک نے اس اضافہ کا سعید بن مسیب سے ذکر کیا ہے، نیز اس حدیث کو بیان کرنے والے سعید بن مسیب ہیں اور یہ تابعی ہیں انہوں نے رسول ﷺ کو نہیں دیکھا اور نہ ہی وہ اس واقعہ کے وقت موجود تھے، لہذا احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں یہ

روایت ضعیف ہے۔

(۳)۔ حدیث صحیح میں بال نوچنے اور چیخ مارنے سے منع کیا ہے۔ اور ان متفق روایت سے ان کی اباحت معلوم ہوتی ہے اور جب حرمت اور اباحت میں تعارض ہو تو حرمت کو اباحت پر ترجیح دی جاتی ہے۔

(۴)۔ ان متفق روایت سے یہ ثابت ہوا کہ آپ نے زیادتی کی اور تحمل کی ان سے بعد میں پچھتائے اور افسوس سے سینہ زنی کی اور بال نوچے۔ یہی روایت مسند ماتم کی اصل ہوتی اگر ماتم سے جائز ہوتا تو امام حسین اسے ترک کرتا۔ وعلماء شیعہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بعد میں افسوس اور پچھتاوا ہے نہ کہ حسن عمل۔ جیسا کہ بچے میں اور سینہ زنی کرتے ہیں اسے ماتم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ الغرض میں ہوتا تو بہتر ہے کہ جب حضرت ام کلثوم نے قاتلین حسین اہل کوفہ کو ان کے ظاہری ملامت کی تو انہوں نے غم اور افسوس سے رونا شروع کیا۔ یہ منظر ہے اور ہم اس کو ماتم کہتے ہیں (جلاء العیون ج ۲ ص ۵۵۵-۵۵۶ طبع تہران) اس یہ ماتم نہیں ہے بلکہ ان کی تعزیت ہے۔

شہادت پر اور بیٹے پر ماتم کا جواب کہ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے

ماتم کی تعریف

استدلال اور اس کا جواب

علامہ مجلسی لکھتے ہیں

ازروایتے ثابت ہے کہ جناب فاطمہ اور بچوں نے امیر المؤمنین علی رضی

آنچه حضرت این معنی معلوم کرد و خاک بر سر ریخت و فغان برآورد

(شیخ معین محمد فراہی (المعروف بہ ملا مسکین) متوفی ۹۵۴ھ، معارج النبوۃ رکن ۴

ص ۹۳، مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ ۱۲۹۲ھ)

یہ روایت بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ کو طلاق دے دی، جب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے سر پر خاک ڈالی اور آہ و فغاں کرنے لگے

شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

و در خبر آمده روایت هست که در معارج النبوة آورده که آورده اند بعد از وفات آنحضرت ﷺ در حجره سیده در خانه اش می بود و فاطمه رضی الله عنها ... آورده اند و هست ... زنان آن حضرت ... بودند ... زنان ... (شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱ ... مطبوعہ ...)

معارج النبوۃ میں یہ انتہائی عجیب روایت درج کی ہے کہ شیطان نے سیدنا محمد ﷺ کے قتل ہونے کی منادی کی، یہ آواز مدینہ منورہ کے گھر گھر میں پہنچی حضرت فاطمہ زہرا نے جب یہ آواز سنی تو ... ہوئی باہر آگئیں، آپ رو رہی تھیں اور ساتھی عورتیں بھی رو رہی تھیں۔

یہ غیر مستند روایت ہے، اس کی سند مذکور نہیں ہے، شیخ دہلوی نے اس کو

[illegible]

[illegible]

امام محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

[illegible] (امام محمد بن جریر طبری

[illegible] تاریخ الامم والملوک [illegible]

بیروت)

[illegible]

ﷺ [illegible]

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

[illegible] لکھتے ہیں

[illegible]

[illegible] فقال لهشام [illegible]

[illegible] فقالت عائشة لهشام [illegible]

[illegible]

[illegible] (علامہ ... علی بن ابی الکرم الشیبانی المعروف بابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ، الکامل فی التاریخ ج۲ ص ۳۷۱ ... دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۰ھ)

حضرت [illegible] کے قتال پر حضرت عائشہ [illegible] حضرت [illegible] نہیں [illegible] حضرت [illegible] حضرت عائشہ [illegible] نہیں [illegible] حضرت [illegible] گئیں۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

[illegible]

وسرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

(حافظ عماد الدین ابن کثیر: البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۹۳
طبع مطبعۃ السعادۃ مصر [illegible] ۱۳۴۸ھ)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قافلے سے باقی ماندہ عورتوں اور بچوں کو عمر بن سعد نے [illegible] کے ساتھ روانہ کیا اور ان کو [illegible] جب یہ لوگ جنگ کی جگہ سے گزرے اور حضرت حسین اور ان کے اصحاب کی لاشوں کو پڑا ہوا دیکھا تو عورتیں رونے اور چلانے لگیں۔ حضرت حسین کی بہن زینب نے [illegible]

یا محمداہ! آسمان کے فرشتے آپ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں، یہ حسین میدان میں پڑے خون میں لتھڑے ہوئے ہیں، ان کے اعضا پارہ پارہ ہیں۔ یا محمداہ! آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں، آپ کی اولاد قتل کر دی گئی [illegible]

زینب کے ان الفاظ نے ہر دوست اور دشمن سب کو رلا دیا۔

قرہ بن قیس نے کہا جب عورتیں لاشوں کے پاس سے گزریں تو وہ چلائیں اور انہوں نے اپنے رخساروں پر طمانچے مارے۔

تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں یہ واقعات بالاسناد موجود ہیں اور [illegible] روایات [illegible] ضعیف ہیں [illegible]

مشہور کتاب البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر نے کربلا کے واقعات ابو مخنف سے روایت کیے ہیں اور وہ پکا شیعہ تھا۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

وقد روى ابو مخنف لوط بن يحيى وقد كان شيعيا وهو ضعيف الحديث عند الأئمة [illegible] (حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰۲ طبع مکتبۃ المعارف بیروت [illegible])

اور جب قرآن مجید کی بہت سی آیات، اہل سنت اور اہل تشیع کی بہت سی احادیث، حضرت علی اور حضرت حسین کے کردار و ارشادات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ صبر کرنا لازم اور ماتم کرنا حرام قرار دیا گیا ہے تو ان نصوص قطعیہ کے مقابلہ میں ایسے متعارض واقعات قطعی ناقابل اعتبار ہیں [illegible] سے متعلق [illegible] واقعات نقل کیے ہیں۔

ماتم حسین کے متعلق جواب: قرآن مجید، احادیث اہل سنت و اہل تشیع اور حضرت حسین کی وصیت کے تحت [illegible] ارشادات میں جو صبر [illegible] اور ماتم کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے ان کے ہوتے ہوئے شیعہ علماء [illegible] ماتم حسین پر ماتم کرنا [illegible] کی مخالفت ہے [illegible]۔

[illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible] (بخاری [illegible] مترجم)

[illegible] امام [illegible]

پڑھیے اور بے چینی کے۔

یہ قول بھی اصول کے خلاف اور باطل ہے کیونکہ کسی کلام میں کوئی حکم ہو تو کلام کے متن کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ کسی کتاب میں کوئی قاعدہ لکھا ہوتا ہے یا جب اس قاعدے کا استثناء کسی اور صفحات پایا جاتا ہے۔ درود نے پہلے خمس دینے اور ماتم کرنے سے امام حسین کا نام مستثنیٰ ہوتا تو استحقاق سے جب امام کا مخصوص حکم دیتے وقت امام حسین کا استثناء فرما دیا۔ یا رسول ﷺ نے جب صحیحیت اور میت پر رونے پیٹنے سے منع فرمایا ہے وہاں آپ امام حسین پر رونے پیٹنے کو مستثنیٰ فرما دیتے جیسے آپ نے کسی کسی کو تہجد میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا لیکن حضرت علی کا مستثنیٰ فرما دیا۔ آپ نے اس قبر کو توڑنے سے مستثنیٰ فرما دیا۔ آپ نے شخص کو چار شادیوں کی اجازت دی لیکن حیات فاطمہ میں حضرت علی کو اس حکم سے مستثنیٰ فرما دیا۔ ایک مدت میں دو گواہوں کی شہادت لازم قرار دیا لیکن حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری کو اس حکم سے مستثنیٰ فرما دیا۔ اور رونے پیٹنے کی ممانعت سے کوئی مستثنیٰ ہوتا تو خود رسول اللہ ﷺ اس استثناء کو بیان کرتے جس طرح آپ نے ایسے مقامات میں استثناء بیان فرمائے ہیں اور اگر یہ استثناء تھا اور آپ نے اس کو بیان نہیں فرمایا تو لازم آئے گا کہ آپ نے شریعت کی مکمل تبلیغ نہیں کی اور العیاذ باللہ آپ کے بعد امام جعفر صادق نے اس کو مکمل کیا اس لیے یہ روایت باطل ہے اور باطل ہے۔ نیز کسی کام کی حلت اور حرمت بیان کرنا اور احکام شرعیہ میں کسی کو مستثنیٰ کرنا یہ رسول ﷺ کا منصب ہے امام جعفر صادق کا کام نہیں ہے۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم کرنا

کیسے جائز یا مستحق ہوگا جبکہ امام حسین خود فرماتے ہیں:

پس وصیت فرمود ای خواہر گرامی ترا سوگند میدهم که چون من از تیغ اہل جفا بعالم بقا رحلت نمایم گریبان چاک مکنید و رو مخراشید و واویلا مگوئید۔ (ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ جلاء العیون ج ۲ ص ۵۵۳، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ۱۳۹۸ھ)

پس وصیت فرمائی کہ اے معزز بہن (حضرت زینب) میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ جب میں اہل جفا کی تلوار سے عالم بقا کو رحلت کر جاؤں تو اپنا گریبان نہ پھاڑنا، منہ نہ پیٹنا اور واویلا نہ کرنا۔

اگر بالفرض امام جعفر صادق کی یہ روایت صحیح بھی ہوتی تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں امام جعفر کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

<u>ماتم کی ابتداء کرنے والے قاتلین حسین تھے</u>۔ ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

ام کلثوم دختر دیگر حضرت سیدة النساء صدا بگریه بلند کرد و گفت ای جد محترم نظر کرد و حاضر شو ای اہل کوفہ بد احوال شما و ناخوش باد رویهای شما چه سبب برادرم حسین را خواندید و یاری او نکردید و او را کشتید و اموال او را غارت کردید و پردگیان حرم سرای او را اسیر کردید وای بر شما و لعنت بر رویهای شما مگر نمیدانید که چه کار کردید و چه گناهان و اوزار بر پشت خود بار کردید و چه خونهای محترم ریختید و چه دختران

محترم مکرم را نالان کردید و مال چہ جماعت را بغاوت بردید؟ کشتید بہترین خلق را بعد از حضرت رسالت ﷺ و رحم از دلہای شما کندہ شدہ بود بدرستیکہ گروہ دوستان خدا ہمیشہ غالبند و اعوان و یاران شیطان زیان کار اند۔ پس شعری چند در مرثیہ سید شہدا گفت اہل کوفہ خروش و ولولہ و واحسرتاہ بر آوردند و صدای نالہ و زاری دیگر زنہا و سوگواری و نوحہ و خروش بفلک سیہ پوش رسانیدند و زنان ایشان مویہا بر سر پریشان کردند و خاک حسرت بر فرق خود ریختند و رویہای خود را خراشیدند و طپانچہ بر رخسار خود میزدند و ولولہ و ثبورا میگفتند و حشتی شد کہ دیدہ روزگار ہرگز چنان ماتمی ندیدہ بود پس حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اشارہ کرد بسوی مردم کہ ساکت شوید۔ (ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، جلاء العیون ج ۲ ص ۵۹۱-۵۹۵، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران، ۱۳۹۸ھ)

WWW.NAFSEISLAM.COM

پھر حضرت سیدۃ النساء کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم نے بلند آواز سے گریہ کیا اور بوقت کے پالان سے حاضرین اہل کوفہ کو ندا کی، اور کہا کہ تمہارا حال اور مآل برا ہو تم نے کس وجہ سے میرے بھائی حسین کو بلایا اور ان کی مدد نہیں کی، ان کو قتل کیا اور ان کا مال لوٹ لیا، اور ان کے پردہ داران اہل خانہ کو قید کیا تم پر اور تمہارے چہروں پر لعنت ہو تم نہیں جانتے کہ تم نے کیا کام کیا ہے اور کتنے گناہوں کا

بوجھ اپنی پیٹھ پر اٹھایا ہے اور کیسے محترم خونوں کو بہایا ہے اور کتنی محترم صاحبزادیوں کو رلایا ہے، اور رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل مخلوق کو قتل کیا ہے، تمہارے دلوں سے رحم نکال دیا گیا ہے اور بے شک اللہ کے دوست ہمیشہ غالب رہتے ہیں اور شیطان کے مددگار خسارے میں رہتے ہیں پھر سید الشہداء کے متعلق چند اشعار مرثیہ پڑھے، پھر اہل کوفہ میں واویلا ہوا حسرتاہ کا شور بلند ہوا اور نالہ و فریاد کا غلغلہ ہوا اور انھوں نے اتنا زبردست نوحہ کیا جس کی آواز آسمان تک پہنچتی تھی، ان کی عورتوں نے اپنے سروں پر بالوں کو بکھیرا، اپنے سروں پر خاک ڈالی اپنے چہروں پر طمانچے مار مار کر رخساروں کو چھیلا، واویلا و واویلاہ شور کرتی تھیں اور اس زور کا ماتم کرتی تھیں کہ چشم فلک نے اس سے پہلے اتنا زبردست ماتم نہ دیکھا تھا۔ تب حضرت امام زین العابدین نے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جائیں۔

ماتم کے سلسلہ میں میں نے کافی طویل بحث کی ہے، قرآن مجید اور احادیث سے ماتم کی حرمت کو بیان کیا ہے، پھر علماء شیعہ کی تفاسیر اور احادیث سے ماتم کی حرمت کو بیان کیا ہے، اور حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے ارشادات سے ماتم کی حرمت کو واضح کیا ہے۔ شیخ الطائفہ اور متاخرین میں سے ملا باقر مجلسی کی تصانیف سے ماتم کی حرمت پر دلائل پیش کیے ہیں، پھر علماء شیعہ کے دلائل کا رد کیا ہے اور ماتم حسین کے استثناء کا مکمل استیصال کیا ہے، میں نے کتب شیعہ کا مطالعہ کر کے ان کے تمام قوی اعتراضات کے مسکت جوابات دیے ہیں۔ اس بحث کا اگر انصاف اور خوف خدا سے مطالعہ کیا جائے تو ان شاء اللہ ماتم اور عزاداری کرنے

والوں کے تمام شبہات دور ہو جائیں گے اور وہ راہ راست پر آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ میری اس محنت کو قبول فرمائے اور اس تحریر کو موافقین کے لیے استقامت مخالفین کے لیے رشد و ہدایت اور سب کے لیے نجات کا سبب بنائے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین افضل الانبیاء والمرسلین قائد الغر المحجلین شفیعنا یوم الدین وعلی اصحابہ الکاملین الراشدین وعلی الہ الطیبین الطاہرین وعلی ازواجہ امہات المومنین وعلی اولیاء امتہ وعلماء ملتہ من المحدثین والمفسرین والائمۃ المجتہدین والعلماء الراسخین اجمعین

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM